منشور

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

شعبہ نشر و اشاعت
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

منشور

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

شعبہ نشر واشاعت

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

ضابطہ

نام کتاب : منشور جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

اشاعتِ اوّل : ۱۹۸۷ء

اشاعتِ دوم : مئی ۲۰۰۶ء

اشاعت سوم : جنوری ۲۰۱۳ء

ناشر : محمد ریاض درانی

سابق سیکرٹری اطلاعات جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

فہرست

حرفِ آغاز	۵
ابتدائیہ	۷
منشور	۱۶
نظامِ شرعی کا قیام	۱۹
تعلیم	۲۱
صحت حفظانِ صحت اور علاج کا انتظام	۲۵
حصولِ معاش کے مواقع	۲۷
مالیات واقتصادیات	۲۹
تجارت	۳۱
اجارہ داری اور سٹہ بازی کی ممانعت	۳۱
صنعتیں	۳۲
کارخانے	۳۳
مزدوروں کی اُجرت	۳۴
ملازمتیں	۳۴
تعطیلات	۳۵
اوقاتِ کار	۳۵

زراعت	۳۷
نظامِ آبپاشی	۴۰
عدلیہ کا نظام	۴۱
انتظامیہ	۴۲
ٹیکس	۴۴
نشرواشاعت	۴۵
اقلیتیں	۴۶
اوقاف	۴۶
خارجہ پالیسی	۴۷
موجودہ مسائل	۴۹
رہائش	۵۰
مواصلات	۵۱
دفاع	۵۲
۲۲ اسلامی نکات	۵۴

حرفِ آغاز

جمعیۃ علماء اسلام کی منشور کمیٹی کا اجلاس مؤرخہ ۲۴، ۲۵ / مارچ ۱۹۸۶ء بروز ہفتہ، اتوار بوقت ۱۰ بجے صبح جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور میں مولانا سید حامد میاںؒ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ ۱۰ رکنی منشور کمیٹی نے پارٹی کنونشن منعقدہ سرگودھا بتاریخ ۲۶ ر ستمبر ۱۹۶۹ء کے منظور کردہ منشور میں بحث وتمحیص اور طویل غور وفکر کے بعد کچھ ترامیم واضافہ تجویز کیے جسے اگلے روز مؤرخہ ۲۶ ر مارچ بروز پیر مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا فضل الرحمن نے پیش کیا۔ (مجلسِ عمومی جماعت کا اعلیٰ ترین پالیسی ساز ادارہ ہے) مرکزی مجلس عمومی نے طویل غور وفکر کے بعد متفقہ طور پر منشور کو منظور کیا اور عہد کیا کہ منشور کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے پورے ملک میں بھرپور جدوجہد کی جائے گی اور اس سلسلہ میں کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے گریز نہیں کیا جائے گا۔ اجلاس میں چاروں صوبوں پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان اور قبائلی علاقوں سے مجلس عمومی کے اراکین کے علاوہ ماہرین معاشیات، زراعت، تعلیم نے بھی شرکت کی اور اپنی قیمتی آراء سے نوازا۔

۱۴ ر ۱۳ دسمبر ۲۰۰۵ء کو جمعیۃ کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں تمام صوبائی امراء ونظماء نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری کو یہ فریضہ تفویض کیا گیا کہ وہ گزرے ہوئے وقت کے نتیجے میں رونما ہونے والے حالات کے مطابق منشور میں ضروری ترامیم کریں اور منشور کو موجودہ وقت اور ماحول میں مفید بنائیں۔ لہٰذا بعض شقوں میں ردوبدل کیا گیا۔ البتہ بعض شقوں میں تفصیلی غور وخوض کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے جو آئندہ کردی جائے گی۔ انشاء اللہ

اس منشور کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام، مملکت پاکستان میں کون کون سی اسلامی تبدیلیاں لانا چاہتی ہے اور مسلمان عوام کے بنیادی حقوق وضروریات کے لیے کیا کرنا چاہتی ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے نزدیک اسلام ہی اصل چیز ہے اور اس نے اپنے منشور کے ہر جز کو اسلام کی روشنی میں ہی ترتیب دیا ہے۔

اس باب میں اس نے غریب مسلمان عوام، کسانوں اور مزدوروں کو جو ملک کی ۹۹ فی صد اکثریت ہے۔ مقدم رکھا ہے۔ ہم اُمید رکھتے ہیں کہ منشور کے مطالعہ وملاحظہ کے بعد دینی وعوامی حلقے ہمیں اپنی رائے اور تجزیہ سے مطلع فرمائیں گے۔

منشور میں ہر وہ تبدیلی قابل قبول ہوگی جو قرآن وسنت وشریعتِ مقدسہ کی بنیاد پر تجویز کی جائے گی۔

عوامی مسائل میں مفاد عامہ کا ہر مشورہ قابل غور ہوگا۔ تمام معاملات میں اسلام کی بالادستی عوام کی آزادی اور پاکستان کی سالمیت، وحدت اور استحکام کو مقدم رکھنا نہایت ضروری ہے۔

محمد ریاض درانی

سابق مرکزی سیکرٹری اطلاعات جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

ابتدائیہ

اسلام سب سے پہلے عقیدہ (جو اصل اور اساسِ دین ہے) کی تعلیم دیتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ اسی طرح وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ''اللہ کی توحید پر ایمان لاؤ کہ کوئی اس کا ذات وصفات میں ساجھی اور شریک نہیں اور پیغمبروں کو مانو) لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ اور معاد (یوم آخرت) پر یقین رکھو۔ الغرض حضور اقدس ﷺ کے دین پر پورا پورا ایمان لاؤ۔ پھر انسان کے مقصدِ تخلیق کو بیان فرما کر وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ کے ذریعہ مطلب حیات بیان فرمایا ہے۔ انسان کو حیاتِ طیبہ کے حصول کی ترغیب میں مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰى اَهْلِهَا حکومت اور تمام ذمہ داریوں کو امانت داری سے انجام دینے کا حکم دیتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا فرما کر مادیات اور دولت کو جائز تصرف میں لانے کا حکم فرماتا ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے انسان کا مقصدِ تخلیق یہ بیان کیا ہے کہ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ [القرآن العظیم] کہ جن وانس کو میں نے (اللہ نے) بندگی کے لیے پیدا کیا ہے یعنی انسان کا مقصدِ تخلیق، اللہ کی بندگی کا نظام قائم کرنا ہے۔

نوع انسانی کے لیے قرآن کا منشور

چنانچہ اس مقصد تخلیق کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن حکیم میں

انسان کے لیے درج ذیل جامع ومانع منشور کا ذکر فرمایا ہے:

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ [القرآن الحکیم]

''زمانہ شہادت دے رہا ہے کہ انسان ہر اعتبار سے خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، جنہوں نے نیک عملی اختیار کی جو باہم ایک دوسرے کو حق اختیار کرنے کی تلقین کرتے رہے اور جو آپس میں ایک دوسرے کو صبر پر قائم رہنے کی وصیت کرتے رہے۔''

قرآن حکیم کا یہ چار نکاتی پروگرام پوری نوع انسانی کی نجات وفلاح کا ضامن ہے اور اس پروگرام میں انسان کے لیے قیامت تک کے واسطے سامانِ ہدایت جمع کر دیا گیا ہے۔ اسلام انسانوں میں، اسی پروگرام کے مطابق انقلاب لانا چاہتا ہے۔

پاکستان کا قیام اور اسلام

چونکہ مملکت پاکستان کا قیام ہی اسلام کے نام پر عمل میں آیا ہے۔ اس لیے سب سے پہلی ذمہ داری پاکستان کی یہ ہے کہ وہ اپنی حدود میں مکمل اسلامی نظام قائم کر کے پوری دنیا میں قرآن کے فرمودہ انسانی منشور کے قیام کی راہ ہموار کرے۔

جمعیۃ علماء اسلام

چنانچہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان اس دینی ذمہ داری کی تکمیل کی غرض سے ابتداء ہی سے جدوجہد کرتی چلی آ رہی ہے۔

تاریخ

جمعیۃ علماء اسلام، تاریخی حقائق کی روشنی میں علمائے حق کے اس سلسلہ کی کڑی ہے۔ جس کا آغاز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی سے ہوا، جس نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار ونظریات سے نشوونما پائی۔

جس کی جہادی تنظیم کی سرپرستی شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، مولانا

اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ، مولانا امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر نے فرمائی۔

جس کی انقلابی جدوجہد کا وسیع ترین نظام شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے قائم کیا اور جس کی علمی، تبلیغی، اصلاحی، تربیتی، تحریکی واخلاقی طاقت کو شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم ترین تلامذہ امام العصر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا امروٹی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا دین پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ہالیجی رحمۃ اللہ علیہ، وغیرہم اکابر وقت نے برصغیر پاک وہند اور عرب وایشیا میں پھیلا دیا تھا۔

آزادی کا حصول اور پاکستان کا قیام

چنانچہ ان بزرگوں کی عظیم جدوجہد اور قربانیوں کی بدولت ملک وملت کو برطانوی استعمار کے جابرانہ غلبہ سے نجات ملی اور خطۂ پاکستان میں مسلمانوں کی آزاد مملکت و حکومت کی بنیاد پڑ گئی۔

پاکستان

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان کو اسلامی مملکت بنانے کی خاطر نئے سرے سے پاکستان کے تمام علماء حق کو ایک غافارم پر جمع کرنے کی جدوجہد فرمائی۔

چنانچہ ۱۹۵۲ء میں جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا قیام عمل میں آیا، جس کے امیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ منتخب ہوئے اور ناظم مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ منتخب کیے گئے۔

۱۹۵۳ء میں پاکستان کی پہلی اور اہم ترین دینی تحریک ''تحفظ ختم نبوت'' شروع

ہوئی۔ جس میں مسلمانوں نے بیش بہا جانی و مالی قربانیاں دے کر لادینی ذہنیت کو شکست فاش دی اور ختم نبوت کے عقیدہ کے تحفظ کا مستقل موقف قائم کر دیا۔

۱۹۵۴ء میں دوبارہ انتخاب عمل میں آیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ امیر منتخب ہوئے۔

حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ بوجہ علالت و معذوری، امارت کے فرائض انجام دینے سے قاصر تھے۔ آپ نے عارضی طور پر مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قائم مقام امیر مقرر فرمایا اور ۱۹۵۶ء میں حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ نے حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت تھانویؒ کی معرفت ایک تحریری پیغام کے ذریعہ نئے انتخابات کرانے کی ہدایت فرمائی۔

اسی دوران غلام محمد گورنر جنرل کی قائم کردہ دستور ساز اسمبلی نے ایک دستور وضع کر کے پاس کیا اور سکندر مرزا گورنر جنرل کے حکم سے وہ ملک میں نافذ کر دیا گیا۔

اس دستور میں اگرچہ تمہید میں تو پاکستان کو اسلامی مملکت اور قانون سازی کے لیے اسلام کو رہنمائی کے طور پر تسلیم کر لیا گیا تھا، لیکن اصل دستور میں ایسی دفعات رکھ دی گئی جن کی وجہ سے ارتداد اور اسلام سے انحراف کا راستہ کھلا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ جس دفعہ میں یہ کہا گیا ہے کہ کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا، اس دفعہ کی تصریح نمبر ۴ میں دستور کی دوسری دفعات کو تحفظ دینے کے لیے یہ کہہ دیا گیا کہ اس دفعہ سے دستور کی بقیہ دفعات متاثر نہیں ہوں گی۔

اس سے نفاذ دین میں جو مستقل رکاوٹ کھڑی کر دی گئی تھی اور تحریف دین کا جو راستہ کھول دیا گیا تھا۔ اس کے ازالہ کے ، دستور کا نفاذ زبردست گمراہی کا موجب ثابت ہو سکتا تھا۔

چنانچہ اس صورتِ حال پر غور کرنے کے لیے حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر پاکستان کے جید علماء کا کنونشن ملتان میں طلب کیا گیا اور اس موقع پر جمعیۃ کا نیا انتخاب بھی عمل میں آ گیا۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہ اللہ امیر اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمہ اللہ ناظم عمومی منتخب ہوئے۔ دستور کی مخالف اسلام دفعات کو تبدیل

کرانے کے لیے ایک کمیٹی کا تقرر کیا گیا۔ جس نے ۱۹۵۸ء میں دستوری ترامیم کی تجاویز پر مشتمل سفارشات مرتب کر کے شائع کیں۔

اکتوبر ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء لگا دیا گیا۔ اس دوران دینی اقدار کے تحفظ کے لیے نظام العلماء کے نام سے ایک تنظیم قائم کر دی گئی اور جب ایوب خاں نے مارشل لاء ریگولیشن کے ذریعہ عائلی قوانین نافذ کر کے مداخلت فی الدین کا رسوا کن اقدام کیا تو نظام العلماء سے وابستہ علماء نے منبر و محراب اور جلسہ ہائے عام میں اس کے خلاف آواز بلند کی اور حکومت کی دار و گیر کا ہدف بنتے رہے۔

نظام العلماء کا نیا انتخاب

اس دوران شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہ اللہ کا وصال ہو گیا اور ان کی جگہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی رحمہ اللہ، امیر جماعت منتخب ہوئے۔

مارشل لاء کا خاتمہ اور سیاسی جماعتوں کا احیاء

۱۹۶۲ء میں مارشل لاء ختم کیا گیا۔ سیاسی جماعتیں بحال ہونے لگیں۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بحیثیت قائم مقام امیر جمعیۃ کے احیاء کا اعلان کیا۔ اور پھر جمعیۃ کا انتخاب نو عمل میں آیا۔ حضرت درخواستی مدظلہ، امیر اور حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ناظم عمومی مقرر ہوئے۔

مشرقی پاکستان میں جمعیۃ علماء اسلام کا قیام

۱۹۶۲ء کے بعد، مشرقی پاکستان میں بھی صوبائی جمعیۃ قائم کر دی گئی اور اپنی اپنی جگہ دونوں صوبوں کی جمعیۃ نے سرگرمی کے ساتھ کام شروع کر دیا۔

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کا انتخاب

حتیٰ کہ مئی ۱۹۶۸ء میں دونوں صوبوں کے نمائندگانِ جمعیۃ لاہور میں جمع ہوئے اور کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کا مرکزی انتخاب عمل میں آیا۔ مندرجہ ذیل حضرات مرکزی عہدہ دار منتخب ہوئے۔

مرکزی عہدہ داران

امیر مرکزیہ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی رحمہ اللہ نائب امیر مرکزیہ نمبر ۱، حضرت مولانا شیخ بشیر احمد صاحب خلیفہ حضرت مدنی رحمہ اللہ (مشرقی پاکستان) نائب امیر مرکزیہ نمبر ۲، حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب رحمہ اللہ جانشین شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (مغربی پاکستان) ناظم عمومی مرکزیہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

ناظم مرکزی نمبر ۱، مولانا عارف ربانی صاحب میمن شاہی (مشرقی پاکستان)

ناظم مرکزی نمبر ۲، حضرت مولانا عبدالواحد صاحب رحمہ اللہ گوجرانوالہ (مغربی پاکستان)

خزانچی حافظ نصر اللہ خاں صاحب خاکوانی، بہاول نگر

لاہور کی تاریخی کانفرنس

۳، ۴، ۵ / مئی ۱۹۶۸ء کو لاہور میں کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان تاریخی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ایک لاکھ کے قریب مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے علماء و کارکنان جمعیۃ نے شرکت کی۔ روزنامہ جنگ کراچی نے لکھا کہ برصغیر میں علماء کا اتنا بڑا جلوس نہیں نکلا۔

علماء کا تاریخی جلوس

کانفرنس کے آخری دن کانفرنس میں شریک ہزارہا علماء کرام نے ایک جلوس بھی نکالا جس میں ایوب حکومت کے مخالف اسلام اور عوام کش اقدامات کے خلاف احتجاج کیا گیا اور کانفرنس کے کے فارم سے حکومت کو کھلا چیلنج دے دیا گیا۔

سیاسی جمود کا خاتمہ اور عوامی تحریک کا آغاز

جمعیۃ کی اس کانفرنس کا انعقاد ملکی سیاست میں زبردست انقلابی موڑ ثابت ہوا اور پورے ملک میں جلسے و جلوس منظم ہونے لگے حتیٰ کہ مختلف مراحل سے گزر کر جلد ہی ایوب حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

یحییٰ حکومت کا اعلان

یحییٰ حکومت نے اسلام اور عوامی مسائل پر مسلمان عوام کے مطالبات کے مطابق آئندہ پالیسی بنانے کا اعلان کیا۔

توقع

چنانچہ ایوبی آمریت کے خاتمہ کے بعد نئی مارشل لاء حکومت سے توقع کی جا رہی تھی کہ جلد ہی عوامی انتخاب کے ذریعہ اقتدار پاکستان کے مسلمان عوام کو منتقل کر دیا جائے گا اور ملک کی سیاسی جماعتوں کو یہ موقع مل جائے گا کہ وہ اپنے نصب العین اور پروگرام کو مسلمان عوام کے سامنے پیش کر کے ملک و ملت کی سیاسی خدمات انجام دے سکیں۔

یحییٰ خان نے ۷ / دسمبر ۱۹۷۰ء میں عام انتخابات منعقد کروائے جس میں جمعیۃ علماء اسلام نے بھی حصہ لیا۔ جمعیۃ علماء اسلام نے مغربی پاکستان میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ عام انتخابات کے بعد جنرل یحییٰ خان نے ڈھاکہ میں قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کیا۔ اجلاس طلب کرنے کے کچھ ہی دن بعد یحییٰ خان نے اقتدار کی ہوس میں ڈھاکہ میں منعقد ہونے والے قومی اسمبلی کے اجلاس کے التواء کا اعلان کر دیا۔ قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود مرحوم نے التواء کی شدید مخالفت کی اور جلد اجلاس بلانے کا مطالبہ کیا۔ اجلاس کے التواء سے مشرقی پاکستان میں اس کا شدید ردِ عمل ہوا جس کے نتیجہ میں فوج کشی کی گئی۔ جمعیۃ علماء اسلام نے فوج کشی کی سخت مذمت کی اور یحییٰ خان پر زور دیا کہ وہ پاکستان کی بقا کی خاطر عوامی لیگ کے ساتھ سیاسی سمجھوتہ کرے، لیکن یحییٰ خان اور اس کے حواری اقتدار کے نشہ میں مدہوش تھے۔ انہوں نے ذاتی اقتدار کی ہوس میں منتخب نمائندوں کو انتقال اقتدار نہیں کیا جس کا نتیجہ ۱۶ / دسمبر ۱۹۷۱ء میں سقوط ڈھاکہ کی شکل میں سامنے آیا۔

سقوط ڈھاکہ کے بعد زمام اقتدار پیپلز پارٹی نے سنبھالی۔ مرکز کے علاوہ پنجاب اور سندھ میں بھی ان کی حکومت بنی۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں جمعیۃ علماء اسلام اور نیشنل عوامی پارٹی کی اکثریت تھی جس کے نتیجہ میں قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود مرحوم وزیر اعلیٰ بنے۔ مولانا مفتی محمود مرحوم نے وزیر اعلیٰ بنتے ہی جمعیۃ علماء اسلام کے منشور پر

فوری طور پر عملدرآمد شروع کر دیا۔ شراب پر پابندی عائد کی۔ پختون صوبہ ہونے کے باوجود صوبہ کی سرکاری زبان اُردو قرار دی، ہفتہ وار تعطیل اتوار کے بجائے جمعہ کو قرار دیا۔ وفاقی حکومت مسلسل جمعیۃ نیپ حکومت کے خلاف سازشیں کرتی رہی۔ بال آخر بلوچستان کے گورنر اور وزیر اعلیٰ اور صوبہ سرحد کے گورنر کو برطرف کر دیا گیا۔ مولانا مفتی محمود مرحوم نے بلوچستان کی صوبائی حکومت کی برطرفی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے صوبہ سرحد کی وزارتِ اعلیٰ سے استعفاء دے دیا جب کہ پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ وفاقی حکومت نے مولانا مفتی محمود مرحوم کا استعفیٰ ایک ہفتہ تک منظور نہیں کیا اور ان پر زور دیا گیا کہ وہ اپنا استعفاء واپس لے لیں اور بدستور حکومت کریں لیکن (مولانا مفتی محمود مرحوم) نے اصولوں کی خاطر اقتدار کو تفصیلی ادیا۔

وفاقی حکومت کے غیر جمہوری طرزِ عمل نے سیاسی جماعتوں کو باہم سر جوڑ کر بیٹھنے پر مجبور کر دیا اور متحدہ جمہوری محاذ معرض وجود میں آیا۔ ۱۹۷۳ء میں متحدہ جمہوری محاذ نے بحالیٔ جمہوریت کی تحریک چلائی جس میں جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں کی قربانیاں سب سے بڑھ کر تھیں۔

۱۹۷۴ء میں ختم نبوت کی تحریک چلی جس میں جمعیۃ کے راہنماؤں اور کارکنوں نے بھرپور حصہ لیا۔ قومی اسمبلی کے محاذ پر مولانا مفتی محمود مرحوم قافلہ سالار تھے تو باہر سب سے موثر اور فعال کردار جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں کا تھا۔ ناموسِ رسالت ﷺ کی خاطر جمعیۃ کے کارکنوں نے پاکستانی جیلوں کو بھر دیا۔ بال آخر جمعیۃ علماء اسلام کے راہنماؤں اور کارکنوں کی قربانیاں اور کوششیں رنگ لائیں اور قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

اسی دوران اپوزیشن جماعتوں نے قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود مرحوم کو متفقہ طور پر پارلیمانی قائد منتخب کر لیا۔

۱۹۷۷ء میں ملکی سطح پر انتخابات کا چرچا تھا، جس کے سبب متحدہ جمہوری محاذ کو وسعت دی گئی اور پاکستان قومی اتحاد کے نام سے ۹ سیاسی جماعتوں کا اتحاد معرض وجود میں آیا جس کی قیادت مولانا مفتی محمود مرحوم کو سونپی گئی۔

۱۹۷۷ء میں انتخابات میں ہونے والی دھاندلی کے ردِعمل میں ایک عظیم الشان

تحریک نے جنم لیا جس میں اُمت مسلمہ کے عام افراد بھی شریک تھے اور انھی کے جذبہ نے اس تحریک کو نظام مصطفی کی تحریک کا نام دے دیا۔

اس تحریک کے نتیجہ میں پیپلز پارٹی کی حکومت سے مذاکرات ہوئے۔ مذاکرات میں قومی اتحاد کے وفد کی قیادت حضرت مولانا مفتی محمود مرحوم نے کی جب کہ حکومتی وفد کی قیادت مسٹر ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے کی۔

یہ مذاکرات کامیابی کے قریب تھے کہ اقتدار کے بھوکے جرنیلوں اور بعض اہل سیاست کی ملی بھگت نے ایک مرتبہ پھر مارشل لاء کا اہتمام کرا دیا اور ۵/جولائی ۱۹۷۷ء کو بری فوج کے چیف آف سٹاف جنرل محمد ضیاء الحق نے اسلام کے نام پر اقتدار سنبھال لیا۔

جنرل ضیاء الحق نے اپنے اوّلین خطاب میں ۹۰ روز کے اندر انتخابات کرانے کا اعلان کیا، لیکن انھوں نے انتخابات کروانے کے بجائے، اخبارات پر سنسر شپ عائد کر دیا اور سیاسی جماعتوں پر سخت ترین پابندیاں عائد کر دیں۔

ستمبر ۱۹۸۰ء میں جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس منعقدہ لاہور نے قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود مرحوم کو اختیار دیا کہ وہ ملک اور قوم کے غوین مفاد میں سیاسی جماعتوں کو وسیع تر اتحاد (بشمول پیپلز پارٹی) تشکیل دیں۔

ان نامساعد حالات میں قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود مرحوم نے پاکستان کی وحدت اور سالمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، بحالیٔ جمہوریت کی غرض سے ایک نئے اتحاد (تحریک بحالیٔ جمہوریت) کا اہتمام کیا۔ اس اتحاد کے ڈیکلریشن پر دستخط ہونے سے قبل ۱۴/اکتوبر ۱۹۸۰ء کو جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی میں ایک بجے دن حضرت مولانا مفتی محمود اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

لہٰذا اب جمعیۃ علماء اسلام اپنے اسلاف کے مشن اور تاریخی پس منظر کے ساتھ اور ان مقاصد کے حصول کے لیے، جن کی خاطر حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ، سید احمد شہید، مولانا قاسم نانوتوی، حضرت شیخ الہند اور ان کے تلامذہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے دین وملت کی عظیم خدمات کا سلسلہ جاری رکھا اور جس کو مقصود قرار دے کر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے قیام پاکستان کے لیے جدوجہد فرمائی، پاکستان کے مسلمان عوام کے سامنے درج ذیل منشور پیش کرتی ہے۔

منشور

پاکستان کے قیام کا مقصد برصغیر کے مسلمان عوام کو برطانوی دَور کے غیر اسلامی اور ظالمانہ نظام وقوانین سے نجات دلا کر اسلامی نظریات، اسلامی اخوت اور اسلامی مساوات پر مبنی نظامِ حکومت قائم کرنا اور اسلامی معاشرہ تعمیر کرنا تھا۔

اس لیے ضروری ہے کہ پاکستان کا نظام حکومت خالص شریعت اسلامیہ کے احکام پر قائم کیا جائے اور اس کی زمام کار، پاکستان کے مسلمان عوام معتمد، منتخب اور اہل ترین افراد کے ہاتھ میں ہو تاکہ پاکستان دنیا میں ایک مثالی اسلامی مملکت بن سکے۔ چنانچہ اس پاک اور عظیم مقصد کے حصول کے لیے کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے منتخب ارکانِ مجلسِ عمومی آج مؤرخہ ۱۴ رجب ۱۳۸۹ھ بروز ہفتہ بمطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۶۹ء بمقام سرگودھا جمع ہوئے۔

نظامِ حکومت

پاکستان کو ایک صحیح اور مکمل اسلامی مملکت اور اسلامی حکومت بنانے کے لیے مندرجہ ذیل امور عمل میں لائے جائیں گے۔

سرکاری مذہب

① مملکت کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔

۲۲۔اسلامی نکات

② تمام فرقوں کے نمائندہ وجید علماء کے مرتب کردہ ۲۲۔اسلامی نکات کی روشنی میں ملک کے دستور کو مکمل اسلامی بنایا جائے گا۔ یہ نکات آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن وسنت کے قوانین

③ صرف قرآن وسنت کے احکام ہی ملک کے اساسی قوانین قرار پائیں گے۔

④ ملک کے دستور اور قانون میں اسلام کے کامل ومکمل دین ہونے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا دستوری وقانونی تحفظ کیا جائے گا۔

⑤ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کے ادوار حکومت وآثار کو اسلامی نظامِ حکومت کے جزئیات متعین کرنے کے لیے، معیار قرار دیا جائے۔

کلیدی اسامیاں

⑥ مملکت کی کلیدی اسامیاں غیر مسلموں کے لیے ممنوع قرار دی جائیں گی۔

صدر مملکت کے لیے اسلامی شرائط

⑦ صدر مملکت اور وزیر اعظم کا مسلمان مرد ہونا اور پاکستان کی غالب اکثریت اہل سنت کا ہم مسلک ہونا ضروری ہوگا۔

مسلمان کی تعریف

⑧ مسلمان کی قانونی تعریف یہ ہوگی کہ:

''وہ قرآن وحدیث پر ایمان رکھتے ہوئے، ان کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین واسلاف رحمہم اللہ اجمعین کی تشریحات کی روشنی میں حجت سمجھے اور سرور کائنات ﷺ کے بعد نہ کسی نبوت کا اور نہ کسی شریعت کا قائل ہو۔''

غیر اسلامی فرقے

⑨ جو فرقے اسلام کے کسی بنیادی عقیدہ ختم نبوت وغیرہ سے انحراف کے مرتکب ہو چکے ہیں، ا غیر اسلامی فرقے قرار دیا جائے گا اور آئندہ اس قسم کے انحراف کو دستور میں ممنوع اور واجب التعزیر قرار دے دیا جائے گا۔

اسلامی دفعات میں تبدیلی ممنوع

⑩ دستور کی اسلامی دفعات (قرآن وسنت کے اصولوں) اور مملکت کی اسلامی حیثیت میں کسی قسم کی ترمیم یا تبدیلی کی اجازت نہیں ہوگی۔

ممانعت

⑪ اسلام اور اس کے کسی بھی حکم وعقیدہ کے خلاف کسی قسم کی تنقید وتبلیغ کی نہ تقریری اجازت ہوگی، نہ تحریری۔

عوامی براہِ راست نمائندگی کی تصریح

⑫ دستور میں مسلمان عوام کی براہِ راست نمائندگی واختیار کو صراحتاً تسلیم کیا جائے گا۔

اللہ کی حاکمیت اور عوام کا اقتدار

⑬ دستور میں یہ بات قانوناً واضح کردی جائے گی کہ ''حاکمیت صرف اللہ رب العالمین کی ہے اور اللہ کی مقرر کردہ حدود کے اندر پاکستان کے مسلمان عوام مملکت پاکستان کے اختیارات کے اصل مالک ہوں گے۔

انتخابی طریق شخصی نہیں جماعتی

⑭ پاکستان کی مجالس شوریٰ (اسمبلیوں) وغیرہ میں نمائندگی کے لیے انتخابات کا نظام، شخصی مقابلہ کے بجائے، جماعتی مقابلہ پر قائم کیا جائے گا اور افراد کے بجائے جماعتیں اپنے منشور وپروگرام کی اساس پر انتخابات میں حصہ لیں گی اور فی صد کامیابی کے تناسب سے مجالس شوریٰ کی رکنیت کی حق دار بنیں گی اور تشکیل حکومت کریں گی۔

نظامِ شرعی کا قیام

محکمہ احتساب

① قرآنِ حکیم کے فرمان:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ۔

''وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو زمین پر حکومت عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم کریں گے، اور برائی سے روکیں گے۔''

کے تحت ایک ''محکمہ احتساب قائم کیا جائے گا۔

ا۔ پابندی نماز

ملک میں مسلمان عوام سے نماز باجماعت کی پابندی کرائے گا اور بلا عذر شرعی قصداً نماز ترک کردینے والوں کو شرعی سزائیں دے گا۔

ب۔ زکوٰۃ وغیرہ کی وصولی اور خرچ

ہر صاحب نصاب مالدار کے مال میں سے مقررہ مقدار زکوٰۃ اور پیداوار میں سے عشر ونصف عشر نکالنے اور اس کو مقررہ مصارف زکوٰۃ میں صرف کرنے، نیز صدقات واجبہ حکم شرعی کے مطابق نکالنے اور مستحقین میں تقسیم کرنے کی نگرانی کرے گا۔

ج۔ شعائر اسلامی کی پابندی

تمام عبادات، احکام وشعائر اسلامی کی پابندی کرائے گا۔

د۔ دعوت وتبلیغ کا انتظام اور بندش منکرات

پورے ملک میں حکومتی سطح پر شعبہ تبلیغ اور دعوت وارشاد کے تحت تمام احکام شرعیہ کی پابندی اور محرکات ومنکرات شرعیہ سے اجتناب کا اہتمام کرے گا۔

ھ۔ شرعی سزائیں

زنا، چوری، رہزنی اور شراب خوری مسکرات کا استعمال، قابل دست اندازی پولیس اور نا قابل مصالحت جرائم ہوں گے۔

ان پر شرعی سزائیں، حد زنا، حد سرقہ، حد رہزنی اور حد شرب خمر و حد قذف وغیرہ جاری کرے گا۔ غیر قانونی درآمد برآمد، ذخیرہ اندوزی اور چور بازاری پر شرعی سزائیں نافذ کرے گا۔

ز۔ اسلامی اخلاق کا تحفظ

قانونی سطح پر ملک سے فحاشی، عریانی، بے حیائی اور ثقافت کے نام پر کیے جانے والے رقص و سرود وغیرہ کی، نیز اخبارات و رسائل اور تجارتی اشتہارات وغیرہ میں شائع کیے جانے والے مخرب اخلاق فوٹو، مواد اور تصاویر کی اشاعت کو قابل سزا جرم قرار دے گا۔

تعلیم

نظامِ تعلیم

① نظام تعلیم مکمل اسلامی ہوگا۔

تعلیم کی بنیاد

② تعلیم کی بنیاد اسلام پر، اسلام کی تاریخ پر اور مادری زبان کی اساس پر رکھی جائے گی۔

حصول تعلیم

③ دسویں (میٹرک) جماعت تک تعلیم بالکل مفت ہوگی۔ اوپر کے درجات میں بھی تعلیم کو سستا اور سہل الحصول کر دیا جائے گا اور بتدریج دس سال کے اندر تمام درجات میں تعلیم مفت کر دینے کی کوشش کی جائے گی۔

فنی تعلیم

④ فنی اور سائنسی تعلیم کے ادارے بکثرت اور جگہ جگہ کھولے جائیں گے۔

حصول تعلیم میں رکاوٹ کا خاتمہ

⑤ تعلیم کا دروازہ سب کے لیے یکساں طور پر کھلا رکھا جائے گا اور داخلوں پر کسی قسم کی رکاوٹ عائد نہیں رہنے دی جائے گی۔

تعلیم بالغاں

⑥ اَن پڑھ بالغان کی تعلیم کا بھی وسیع پیمانہ پر ایسا انتظام کیا جائے گا کہ ۵ سال کے اندر کم از کم ملک کی ۱/۴ بالغ آبادی بنیادی تعلیم سے بہرہ ور ہو جائے اور بیس سال کے اندر اندر ملک میں کوئی بالغ اَن پڑھ نہ رہنے پائے۔

کسانوں اور مزدوروں کے بچوں کے لیے تعلیم کا انتظام

⑦ دیہات میں کسان آبادی کی سہولت کے لیے اور شہروں میں، کارخانوں کی مزدور آبادی کی سہولت کے لیے ان کے قریب ہی ثانوی (میٹرک) معیار تک تعلیم کا مفت انتظام کیا جائے گا۔

غریبوں کے بچوں کے لیے حصول تعلیم کی سہولتیں

⑧ غریب عوام کے بچوں کے لیے خاص سکول ہوں گے، ان میں نصاب کی کتابیں، اسٹیشنری کا سامان طالب علموں کو مفت مہیا کیا جائے گا اور ضروری سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی۔

غریبوں کے بچوں کے لیے اعلیٰ تعلیم کا انتظام

⑨ سکولوں سے کامیاب ہونے والے غریبوں کے بچوں کی اعلیٰ فنی تعلیم کا مفت انتظام کیا جائے گا۔

اعلیٰ تعلیمی اداروں کی حیثیت

⑩ اعلیٰ تعلیمی ادارے بااختیار ہوں گے اور منتخب انتظامیہ کی نگرانی میں کام کریں گے۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی حیثیت

⑪ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اور حکومت ان کے انتظامات کی اس طرح نگرانی کرے گی کہ ان اداروں کی تعلیمی آزادی اور خودمختاری متاثر نہ ہونے پائے۔

دینی تعلیمی ادارے

⑫ دینی مدارس کی آزادی کو برقرار رکھتے ہوئے ان کی ترقی میں زیادہ سے زیادہ مدد دی جائے گی۔ ان کی سندات، سرکاری درسگاہوں کی سندات کے برابر شمار ہوں گی اور ان مدارس کی ہر مشکل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

نصاب تعلیم میں

⑬ نصاب تعلیم میں ابتدائی درجات سے آخر تک قرآن حکیم بامعنی وتفسیر سنت رسول ﷺ، تاریخ صحابہ رضی اللہ عنہم واسلاف اور ضروری و بنیادی مسائل شرعیہ کو لازماً شامل کیا جائے گا۔

نصاب تعلیم سے خارج

⑭ نصاب تعلیم میں اسلامی عقائد، عقیدۂ ختم نبوت اور قرآن وسنت کے خلاف کوئی بات شامل نہیں ہونے دی جائے گی۔

تعلیم گاہوں میں احترامِ دینی کا انتظام

⑮ تعلیم گاہوں میں ارکانِ دین کی ادائیگی اور احترامِ دین کی پابندی لازمی ہوگی۔

بیرونی غیر مسلم مشنریز کے ادارے

⑯ بیرونی عیسائی مشنوں و دیگر غیر مسلموں کے تعلیمی اداروں میں سرکاری نصاب پڑھانا لازمی ہوگا۔

ملک کی غیر مسلم اقلیت کے تعلیمی ادارے

⑰ ملکی غیر مسلم اقلیتوں کو اپنی مذہبی تعلیم کے ادارہ جات کھولنے کا حق ہوگا، لیکن ان میں سے مسلمان بچے و بچی کا داخلہ ممنوع ہوگا۔

اسلامی تعلیم عام تعلیمی اداروں میں

⑱ عام تعلیمی اداروں میں اسلامی تعلیم لازمی ہوگی، لیکن غیر مسلم اقلیتوں کے بچوں کے لیے لازم نہ ہوگی۔

مخلوط تعلیم کی ممانعت

⑲ مخلوط تعلیم کو ممنوع قرار دے دیا جائے گا۔

عورتوں کی تعلیم کا انتظام

(۲۰) عورتوں کی تعلیم کے لیے اسلامی اصولوں کے مطابق الگ انتظام کیا جائے گا۔

انگریزی زبان کی تعلیم

(۲۱) انگریزی زبان کی تعلیم کو اختیاری مضمون کی حیثیت میں رکھا جائے گا۔

عربی زبان کی تعلیم

(۲۲) عربی زبان کو تعلیمی اداروں میں لازمی زبان کا مقام حاصل ہوگا۔

علاقائی زبانیں

(۲۳) علاقائی زبانوں کو ترقی دی جائے گی۔

فنی وغیر فنی تعلیمی اداروں میں اضافہ و وسعت

(۲۴) ملک میں تعلیمی ادارے، اعلیٰ تعلیم کے ادارے، فنی و سائنسی تعلیم کے ادارے، زرعی و صنعتی تعلیم کے ادارے جگہ جگہ اور وسیع نے پر کھولے جائیں گے اور ان کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی کی جائے گی۔

داخلہ کی پابندی ختم

(۲۵) تعلیمی اداروں میں داخلہ اہلیت کی بنیاد پر ہوگا اور ان میں مقامی لوگوں کو شہری اور دیہی آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی جائے گی۔

ذریعہ تعلیم

(۲۶) ملکی سطح پر ذریعہ تعلیم اُردو ہوگا۔

صحت

حفظانِ صحت اور علاج کا وسیع انتظام

❶ ملک میں اعلیٰ علی نہ پر حفظانِ صحت اور علاج کا ایک وسیع ترین ادارہ تشکیل دیا جائے گا جس۔ کے منصوبہ میں دیہات کی کسان آبادیوں اور کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں اور شہر کے غریبوں کا خاص خیال رکھا جائے گا۔

جگہ جگہ علاج کے مراکز

❷ ہر علاقہ میں مناسب طبی امداد کے مراکز، زچہ خانے اور صفائی کا باقاعدہ انتظام کیا جائے گا۔

معالجین کا تعین

❸ ان مراکز میں مستند و ماہر معالج متعین کیے جائیں گے۔

علاج کی سہولتیں بلا معاوضہ

❹ علاج کی تمام سہولتیں بلا معاوضہ مہیا کی جائیں گی۔

بڑے ہسپتالوں کا قیام

❺ ہر تحصیل میں ایک بڑا ہسپتال قائم کیا جائے گا۔ جس میں تشخیص و علاج کا جدید انتظام ہوگا اور غریب عوام کو علاج کی خصوصی سہولتیں وہاں حاصل ہوں گی۔ ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک ہیلتھ سنٹر قائم کیا جائے گا۔ جس میں زچہ بچہ کے لیے خصوصی اہتمام ہوگا۔ تمام ہسپتالوں میں مردوں کے لیے مردانہ اور عورتوں کے لیے زنانہ سٹاف مہیا کیا جائے گا۔

نرسنگ کالجوں کا قیام

❻ ہر ضلع میں کم از کم ایک نرسنگ کالج قائم کیا جائے گا۔ جس میں مڈوائفری، ابتدائی طبی امداد اور نرسنگ کی تعلیم و تربیت کا مکمل انتظام ہوگا تاکہ ان کالجوں سے تربیت یافتہ افراد اپنے قریبی علاقہ میں رہ کر عوام کی زیادہ سے زیادہ علاج و معالجہ کی خدمات انجام دے سکیں۔

ملک میں دواسازی کا اہتمام

❼ ملک میں ہر قسم کی دواسازی کا اعلیٰ علی نے پر انتظام کیا جائے گا اور دواؤں کے سلسلہ میں ملک کو خود کفیل بنایا جائے گا۔ دواسازی میں شرعی امور کا لحاظ رکھا جائے گا اور ریسرچ سنٹر قائم کیے جائیں گے۔

یونانی ہومیو پیتھک اور آیورویدک طریقہ ہائے علاج

❽ ملک میں دیسی یونانی ہومیو پیتھک اور ایورویدک طب کو فروغ دیا جائے گا۔
ان طریق ہائے علاج کے ماہرین کو ایلو پیتھک معالجین کے برابر حقوق دیئے جائیں گے اور ان طریقہ ہائے علاج کے کالج و شفاخانے اور دواساز ادارے قائم کیے جائیں گے۔

طبی تعلیم کے ادارے

❾ ملک میں صوبے کی سطح پر میڈیکل یونیورسٹی اور ڈویژن کی سطح پر میڈیکل کالج قائم کیے جائیں گے۔

معاش

حصول معاش کے مواقع

① پاکستان کے ہر شہری کو حصول معاش (روزگار) کے باعزت مواقع مہیا کیے جائیں گے اور عورتوں کو اپنے مخصوص شعبوں میں شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے ملازمت کے مواقع مہیا کیے جائیں گے۔

بے زمین کسانوں کے لیے معاش کا انتظام

② دیہات میں کاشت کا کام کرنے والے بے زمین افراد کو ایک کنبہ (فیملی) کی باسہولت گزراوقات کے لیے حسبِ گذارہ، زرعی زمین کا قطعہ مفت دیا جائے گا۔

بلاسود تقاوی

③ ضرورت کی صورت میں بلاسود تقاوی بھی مہیا کی جائے گی۔

مالیہ سے مستثنیٰ

④ حسب گذارہ ملنے والا قطعہ زمین ہر قسم کے مالیہ سے مستثنیٰ ہوگا۔

دیہات میں چھوٹی چھوٹی صنعتوں کا قیام

⑤ دیہات میں جگہ جگہ مقامی چھوٹی چھوٹی صنعتیں (لوکل سمال انڈسٹری) قائم کی جائیں گی جیسے ضرں، سبزیوں، مچھلیوں وغیرہ کو ڈبوں میں بند کرنے کی صنعت، چھوٹے چھوٹے زرعی آلات ہل وغیرہ بنانے کی صنعت، ڈیری فارم، پولٹری فارم اور دستکاری کے مراکز کا قیام تاکہ دیہات کی آبادی کو روزگار مہیا ہو سکے اور وہ دیہات کو چھوڑ کر شہر میں منتقل ہونے پر مجبور نہ ہوں۔

بلاسود امداد باہمی کے اسٹور

⑥ دیہات میں بلاسود امداد باہمی کے اصول پر اجناس وضروریات کی فروخت وخرید کے ''اسٹور'' کھولے جائیں گے۔

شہروں میں صنعتوں وکارخانوں کا قیام

⑦ شہروں میں صنعتوں اور کارخانوں کا وسیع جال پھیلایا جائے گا جن میں زیادہ سے زیادہ مقامی افراد کو روزگار مہیا ہو سکے۔

بے روزگاری کے کلیۃً خاتمہ کی کوشش

⑧ غرضیکہ دیہات اور شہروں سے بے روزگاری کا کلیۃً خاتمہ کر دیا جائے گا۔

گذارہ الاؤنس

⑨ اس سب کے باوجود اگر کوئی شخص بے روزگار رہ جائے گا تو اس کا گذارہ الاؤنس مقرر کر دیا جائے گا۔

سرپرستی سے محروم اور معذور افراد کی معاش کا انتظام

⑩ معذور ہو جانے والے افراد کسی وجہ سے روزگار کے قابل نہ رہنے والے افراد سرپرست کے فوت ہو جانے سے یتیم، بیوہ اور بے سہارا رہ جانے والے افراد کے گذارہ کا فوراً معقول انتظام کیا جائے گا۔

مالیات واقتصادیات

ملکی دولت پر اجارہ داری کا خاتمہ

❶ قرآنی ہدایت: (کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ۔)
(اغنیاء کے درمیان دولت (محصور) نہ رہنے پائے)
کے مطابق ملکی دولت کو چند خاندانوں اور مخصوص طبقہ میں سمٹ آنے کے تمام ذرائع کو بند کر دیا جائے گا۔

ناجائز اور غیر شرعی ذرائع کا خاتمہ

❷ سودی کاروبار، سٹہ بازی، بنک کاری اور انشورنس وغیرہ جیسے کاروبار جن کے ذریعہ عوام کا اقتصادی استحصال کیا جاتا ہے اور ملکی دولت ایک خاص طبقہ کے اندر سمٹتی جاتی رہتی ہے۔ ان کی بیخ کنی کر کے یا ان کی شرعی احکام کے مطابق اصلاح کر کے ملکی دولت کو ملک بھر کے عوام میں دائر وسائر رکھنے کے وسائل بروئے کار لائے جائیں گے۔

سود اور سودی کاروبار کی ممانعت

❸ سودی کاروبار اور سودی لین دین کی ہر شکل کو ہر شعبہ سے بالکل خارج کر دیا جائے گا اور آئندہ کے لیے سودی کاروبار ممنوع اور سخت تعزیر کا موجب قرار دیا جائے گا۔

بینکوں اور مالیاتی اداروں کا جدید انتظام

❹ تمام سرکاری وغیر سرکاری بینکوں اور اداروں کو مضاربت یا شرکت کے اصول پر مشترک سرمایہ سے چلنے والی عوامی صنعتیں اور تجارتی کمپنیوں کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

ناجائز طور پر حاصل کردہ دولت

❺ جن لوگوں نے ناجائز اور حرام طریقوں سے مثلاً سود، سٹہ، قمار، رشوت، چور

بازاری، سمگلنگ، ناجائز اور غیر قانونی اشیاء کی درآمد برآمد یا ناجائز زرِ مبادلہ کے ذریعہ دولت حاصل اور جمع کی ہے۔ ان کی ایسی تمام دولت واپس لے کر، اوّلاً کوشش کی جائے گی کہ جن لوگوں سے انہوں نے یہ دولت حاصل کی تھی انھیں واپس کردی جائے، ورنہ ملک کے محتاج اور مفلس طبقوں میں حسبِ ضرورت تقسیم کردی جائے گی۔

(جیسا کہ اس قسم کا محاسبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں عام طور سے کیا جاتا رہا ہے)

ملک کے قدرتی وسائل عوام کی ملکیت ہوں گے

❻ ملک کے قدرتی وسائل معیشت، معدنیات، گیس، پانی، جنگلات، تیل وغیرہ کسی ایک فرد، خاندان یا ادارہ کی ملکیت و اجارہ داری میں نہیں رہنے دیئے جائیں گے۔ وہ شریعت کی رُو سے حکومت کی ملکیت ہوگی۔ آمدنی بیت المال میں جائے گی۔ ان پر تصرف کا حق صوبائی حکومتوں کو ہوگا اور محاصل حکومتیں اپنے اپنے صوبوں میں شریعت کے مطابق بروئے کار لائیں گی۔

سرکاری اخراجات میں تخفیف

❼ حکومت کے اخراجات میں اندرون ملک اور بیرون ملک زیادہ سے زیادہ تخفیف کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

سرکاری تقریبات کے اخراجات، سفارت خانوں کے اخراجات، صدر اور وزیراعظم کے اخراجات، حکام بالا کے اخراجات، ممبران شوریٰ کے اخراجات، سرکاری، نیم سرکاری اور خودمختار اداروں کے اخراجات اور تمام محکمہ جات کے اخراجات کی چھان بین کے لیے ایک اعلیٰ کمیشن قائم کیا جائے گا۔ جو نمائشی، غیر ضروری اور فاضل اخراجات کی نشان دہی کرے گا اور صرف نہایت ضروری اخراجات کا تعین کرے گا۔

اس کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں تمام فاضل، غیر ضروری اور نمائشی اخراجات ختم کردیئے جائیں گے اور صرف ضروری اخراجات قائم و باقی رکھے جائیں گے۔

تجارت

اجارہ داری اور سٹہ بازی کی ممانعت

① تجارت میں اجارہ داری اور سٹہ بازی کو بالکل ممنوع قرار دے دیا جائے گا۔

تجارت سے سود کا اخراج

② قرآنی حکم "اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا"۔
"اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کردیا ہے"۔
کے تحت تجارت کو سود کی ہر قسم سے پاک کردیا جائے گا۔

چھوٹے تاجروں کے لیے زیادہ سہولت اور مواقع

③ چھوٹے تاجروں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی۔

اشیاء کی قیمتیں

④ ملک بھر میں اشیاء کی قیمتیں، غریب عوام کی قوتِ خرید کے مطابق مقرر کی جائیں گی۔

ذخیرہ اندوزی، چور بازاری اور ملاوٹ

⑤ ذخیرہ اندوزی، چور بازاری اور ملاوٹ کی قطعاً اجازت نہیں ہوگی۔ اس کے مرتکبین کو سخت ترین سزا دی جائے گی۔

تجارت میں ناجائز نفع اندوزی کے رجحان کا خاتمہ

⑥ تجارت میں زیادہ سے زیادہ نفع اندوزی کے رجحان کو ختم کرکے کم سے کم نفع کا اصول رائج کیا جائے گا۔

درآمدی اور برآمدی تجارت پر سے اجارہ داری کا خاتمہ

⑦ درآمدی اور برآمدی تجارت پر کسی کی اجارہ داری قائم نہیں ہونے دی جائے گی۔

ملکی مصنوعات و پیداوار کی برآمدگی

⑧ ملکی مصنوعات و فاضل پیداوار کی برآمدی تجارت کو وسیع تر بنایا جائے گا۔

درآمدی تجارت

⑨ درآمدی تجارت کو نہایت ضروری اور بنیادی اشیاء تک محدود کرایا جائے گا۔

تجارت میں کی جانے والی تمام بدعنوانیوں کا خاتمہ

⑩ تجارت سے ہر قسم کی بدعنوانیوں کا خاتمہ کیا جائے گا۔

صنعتیں

کلیدی صنعتیں قومی ملکیت ہوں گی

① بنیادی اور کلیدی صنعتیں جن کا براہِ راست ملک کے تمام عوام یا اکثریتی عوام کے مفاد سے ہے یا ملک کے دفاعی و عمومی نظام سے ہے، جیسے اسلحہ سازی کی صنعت، فولاد سازی، پٹرول کی صنعت، معدنیات کی صنعت، طیارہ سازی وغیرہ وغیرہ، ان کو قومی تحویل میں لے لیا جائے گا۔

صنعتوں میں مزدوروں کا حصہ

② مشترکہ و نجی سرمائے سے چلنے والی بڑی صنعتوں میں بونس کے عوض مزدوروں کا بھی حصہ رکھا جائے گا۔

انتظام میں مزدوروں کی شمولیت

③ ان صنعتوں کے انتظام اور بورڈ آف ڈائریکٹران میں پچاس فی صد مزدوروں کو بھی نمائندگی دی جائے گی۔

گھریلو اور چھوٹی صنعتیں

④ گھریلو اور چھوٹی چھوٹی صنعتوں کی انفرادی ملکیت و حیثیت برقرار رکھی جائے گی اور ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی رہے گی۔

کارخانے

صنعت کا پیشہ اختیار کرنے کا حق

❶ ہر باشندہ ملک کو صنعت و حرفت کا پیشہ اختیار کرنے کا حق ہوگا اور کارخانہ بھی قائم کر سکے گا لیکن.....

ناجائز طور پر قائم کردہ کارخانے قومی ملکیت میں لے لیے جائیں گے

❷ جو کارخانے ناجائز سیاسی رشوتوں، بیرونی قرضہ جات سے حاصل شدہ رقوم اور ناجائز ذرائع سے کام لے کر قائم کیے گئے ہیں، ا بلا معاوضہ قومی ملکیت میں لے لیا جائے گا۔

کارخانوں کا آئندہ قیام

❸ آئندہ خصوصی مراعات و مواقع کے ذریعہ انفرادی کارخانے بنانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

کارخانوں میں عوام اور مزدوروں کا حصہ

❹ حتی الامکان بڑے کارخانے عوامی حصص کی شرکت کے اصول پر قائم کیے جائیں گے جن کے منافع میں کارخانے کے مزدور و ملازمین کو بھی بقدر حصہ شامل کیا جائے گا۔

---------❁❁❁❁❁❁---------

اُجرت

① مزدوروں کو حسبِ لیاقت وکارگزاری پوری پوری اُجرت دی جائے گی۔

تنخواہ

② بحالات موجودہ کسی مزدور کی ماہانہ تنخواہ ایک تولہ سونا کی قیمت کے برابر ہوگی۔

سکونت، تعلیم اور علاج کا معقول انتظام

③ مزدوروں اور ملازموں کے لیے۔

(الف)..... سکونتی مکانات کا انتظام کیا جائے گا۔

(ب).....ان کے بچوں کی تعلیم کا مفت انتظام کیا جائے گا۔

(ج).....ان کے اور ان کے متعلقین کے علاج ومعالجہ کے لیے شفاخانوں کا اور مفت انتظام کیا جائے گا۔

تنخواہوں میں غیر معمولی تفاوت کا خاتمہ

د۔ مزدوروں اور ملازموں کی تنخواہوں کا غیر معمولی فرق وتفاوت مٹا کر فوری طور پر ایک اور پانچ کی نسبت قائم کردی جائے گی۔

ملازمتیں

ملازموں کے حقوق

❶ تمام سرکاری ملازمین کے حقوق یکساں ہوں گے۔

تنخواہوں میں تفاوت کا خاتمہ

❷ تنخواہوں میں تفاوت کم کر کے فوراً ایک اور پانچ کی نسبت قائم کردی جائے گی۔

ملازمین کے لیے دوسری سہولتیں

❸ کم درجوں کے ملازمین کی رہائش، وسائل سفر، علاج، بچوں کی تعلیم وغیرہ کا انتظام سرکاری طور پر اور مفت کیا جائے گا۔

ملازمین کی دوسری مشکلات کا حل

❹ ملازمین کو عام اور ضروری رخصتوں، ری کے دوران چھٹیوں، معذوری اور بڑھاپے کی ضا، اور حادثات کے معاوضہ کی مکمل سہولتیں دی جائیں گی۔ ملازمت کے دوران فوت ہوجانے کی صورت میں پس ماندگان کے گذارہ کا معقول انتظام کیا جائے گا۔

تعطیلات

جمعہ کو تعطیل ہوگی

❶ پاکستان میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ کو ہوا کرے گی۔

دوسری تعطیلات

❷ عیدین اور ضروری تاریخی دنوں کی تعطیل کا تعین دینی اور ملی تقاضوں کے مطابق کیا جائے گا۔

اوقات کار

کم سے کم اوقات

① ملازموں اور مزدوروں کے اوقات کار کم سے کم رکھے جائیں گے۔

آٹھ گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں

② اوقات کار کی مدت ۸ گھنٹے سے زیادہ ہرگز نہیں ہوگی۔

خطرناک کاموں کے اوقات میں مزید کمی

③ خطرناک کاموں کے اوقات کار بہت کم کر دیئے جائیں گے۔

نماز، آرام وطعام کا وقفہ

④ اوقات کار میں نمازوں کے لیے وقفہ، آرام اور ناشتہ اور کھانے کا وقفہ بھی دیا جائے گا۔

اوورٹائم

⑤ اوورٹائم جبری نہیں لیا جائے گا۔

اوورٹائم کا معاوضہ

⑥ اوورٹائم کا معاوضہ کم سے کم دُوگنا ہوگا۔

زراعت

زمین کا اصل مالک

من احیا ارضا یتہ فھی لہ ولیس لعرق ظالم حق فیھا۔

''جس نے بھی بے آباد زمین کو آباد کیا وہ زمین اس کے لیے ہے اور جابر ظالم کا اس میں کوئی حق نہیں ہے''۔

① پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق جس نے افتادہ زمین کو آباد کیا، وہی اس کا مالک قرار دیا جائے گا۔

دوسرے جائز مالکان زمین

② پھر وہ لوگ مالک سمجھے جائیں گے جن کو یہ زمین وراثت میں، ہبہ میں، وقف میں یا فروختگی میں جائز طور پر منتقل ہوگی۔

ناجائز طور پر حاصل کردہ زمینوں کی واپسی

③ سیاسی رشوت کے طور پر، دھوکہ اور فریب کے ذریعہ، جبر اور ناجائز طور پر سے جو زمینیں وجاگیریں حاصل کی گئی ہیں، وہ معاوضہ کے واپس لے لی جائیں گی اور اس علاقے کے مستحق کاشتکاروں میں تقسیم کر دی جائیں گے۔

اراضی کی تحدید ملکیت

④ اراضیِ ملکیت کی کم یا زیادہ کوئی حد شریعت نے مقرر نہیں کی، لیکن اگر بڑی زمینداریاں ملکی نظام معیشت اور اجتماعی معاشی نظم ونسق کو فاسد کرنے کا سبب بن گئی ہیں اور شدید تر مذہبی ملی وملکی مفاسد اور خطرات نمودار ہو رہے ہیں تو حکومت شریعت کے اصولوں کی ہی روشنی میں اراضی کی ملکیت کی مناسب تحدید کرے گی۔ مزید وضاحت کے لیے ضمیمہ نمبر ا دیکھیے۔

اراضی پر مالکانہ تصرف کا حق اور مزارع

⑤ مالک اراضی کو اپنی زمین میں ہر طرح کے تصرف کا حق حاصل ہوگا، مگر ظلماً اور بلاشرعی وجہ کے مزارع کو بے دخل نہیں کیا جا سکے گا۔

مزارعین کی بے دخلی

⑥ جن مزارعین نے زمینوں میں ترقیاتی کام کیے ہیں، ان کا پورا پورا معاوضہ دیئے بے دخل نہیں کیا جا سکتا۔

مزارعین کی ذمہ داری

⑦ مزارعین کو کسی مالک اراضی کو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

مزارعت کی شرعی حیثیت

⑧ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے زمین کو بٹائی پر دینے کی اجازت دی ہے، لیکن اگر ملک کا زرعی نظام مندرجہ بالا اصلاحات کے باوجود درست نہ ہو سکے تو حکومت کو حق حاصل ہے کہ وہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق بٹائی پر زمین دینے پر پابندی لگا دے اور مالک اراضی کو حکم دے کہ یا تو وہ اپنی اراضی خود کاشت کرے یا کرایہ یا اجارہ پر اٹھائے۔

چھوٹے قطعات کے مالکان زمین کی مشکلات کا حل

⑨ زمین کے چھوٹے قطعات کے مالکان کو بڑے قطعات کے مالکان کے دباؤ کے اثر سے نجات دلائی جائے گی اور ا اپنی زمینوں پر غیر مشروط مالکانہ حقوق حاصل ہوں گے۔

زراعت کی جدید سہولتوں کا عام استعمال

⑩ زراعت کی جدید سہولتیں دیہات میں عام کی جائیں گی۔ جدید زرعی آلات کا استعمال قومی سطح پر وسیع تر بنایا جائے گا۔

زرعی زمینوں کا تحفظ

⑪ زرعی زمینوں کا سیم اور تھور سے تحفظ کیا جائے گا۔

زمینوں کا سیلاب سے تحفظ

⑫ زرعی زمینوں کو سیلاب سے محفوظ کرنے کا مستقل بندوبست کیا جائے گا۔

زرعی پیداوار کی فروخت میں کاشتکاروں کا حق

⑬ زرعی پیداوار کی فروخت کا ایسا انتظام کیا جائے گا کہ اس کا زیادہ سے زیادہ فائدہ آڑھتیوں، سٹاک ہولڈروں، اسٹاک ایکس چینجوں، بنکوں، سٹہ بازوں، دلالوں وغیرہ کی جیب میں جانے کے بجائے کاشتکاروں اور کھیت مزدوروں کو پہنچے۔

نئی آباد کی جانے والی زمینیں

⑭ نئی آباد کی جانے والی زمینوں کو آسان شرائط پر صرف خود کاشت کرنے والوں کو دیا جائے گا۔ اس میں اوّلیت اور فوقیت مقامی کاشت کاروں اور کھیت مزدوروں کو ہوگی۔

خود کاشت کے لیے زمین کا قطعہ

⑮ جن لوگوں سے ناجائز زمینیں واپس لی جائیں گی، اگر ان کا ذریعہ معاش کوئی دوسرا نہ ہو یا ناکافی ہو تو گذارہ کے مطابق خود کاشت کے لیے انہیں قطعہ زمین دیا جائے گا۔

مالیہ کی وصولی کا نظام

⑯ زرعی زمینوں پر سے مالیہ وصول کرنے کے طریقوں کی شریعت کے اصولوں کی روشنی میں اصلاح کی جائے گی اور بدعنوانیوں اور بے جا مداخلتوں کا مکمل سدّ باب کیا جائے گا۔

صنعتی مقاصد کے لیے قابل زراعت زمین استعمال کرنے کی ممانعت

⑰ صنعتی ضروریات کے لیے قابل زراعت اراضی کو استعمال نہیں ہونے دیا جائے گا۔

نظامِ آبپاشی

⑱ زرعی اراضی کی آبپاشی کے لیے نہروں کا جال بچھایا جائے گا۔ ڈیم تعمیر کیے جائیں گے اور ٹیوب ویل نصب کیے جائیں گے۔

⑲ اراضیات کو سیلاب سے بچانے اور پانی کو زرعی استعمال میں لانے کے لیے سال ڈیمز تعمیر کیے جائیں گے۔

⑳ تمام نہروں کو پختہ کیا جائے گا۔

عدلیہ کا نظام

آزاد عدلیہ

❶ عدلیہ مکمل طور پر انتظامیہ سے آزاد ہوگی۔

آسان تر حصولِ انصاف

❷ حصولِ انصاف کے طریقے بالکل آسان بنائے جائیں گے۔

مفت انصاف

❸ عدالتوں سے انصاف کا حصول مفت ہوگا۔

تقرر کی اہلیت اسلام ہوگی

❹ ججوں اور منصفوں کا تقرر کتاب وسنت وشریعت اسلامیہ کی مکمل واقفیت اور اسلامی سیرت کے معیار واہلیت پر ہوا کرے گی۔

قوانین اسلامی ہوں گے

❺ ملک کے دیوانی وفوجداری قوانین میں شریعت کے مطابق تبدیلیاں کی جائیں گی۔

انتظامیہ کو عدالت میں چیلنج کیا جائے گا

❻ انتظامیہ کے کسی بھی ادارے اور اس کے ہر چھوٹے بڑے افسر اور ملازم کے کسی بھی فعل کو عدالت میں چیلنج کرنے کا حق ہر شہری کو حاصل ہوگا۔

انتظامیہ

سول سروس کے نظام کا خاتمہ

① انگریزوں کے زمانہ کی سول سروس کے غیر ملکی نظام میں انقلابی تبدیلیاں کی جائیں گی۔

انتظامیہ کی حیثیت

② انتظامیہ کے ادنیٰ واعلیٰ سب ہی ارکان کی حیثیت ملک وملت کے خادم ونگہبان کی ہوگی۔

نمود ونمائش اور پرسٹیج کا خاتمہ

③ تمام نمود ونمائش، ٹھاٹھ باٹھ، مصنوعی رُعب وداب اور پرسٹیج کے طریقے ختم کر دیئے جائیں گے۔

انتظامیہ کے کارکن کا کردار

④ انتظامیہ کا کوئی رکن دورانِ ملازمت کوئی دوسرا کاروبار کرنے کا مجاز نہیں ہوگا۔

حسنِ سلوک کی شرط

⑤ عوام اور حاجت مند افراد کے ساتھ حسن سلوک انتظامیہ کا اوّلین اصول ہوگا۔

ترقی کا دارومدار

⑥ دیانت دارانہ کارکردگی پر ہی ترقی مل سکے گی۔

بدعنوانی اور رشوت پر سخت گرفت

⑦ رشوت اور بدعنوانی کے ارتکاب پر برطرفی کے علاوہ سخت ترین سزا دی جائے گی۔

عہدوں سے فائدہ اٹھانے پر سزا

⑧ عہدہ اور ملازمت سے ناجائز فائدہ اُٹھانے پر برطرفی کے ساتھ سخت سزا بھی دی جائے گی۔

انتظامیہ عدالت کے رُوبرو

⑨ انتظامیہ کی تمام کارروائی کو عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا۔

اسلامی اصولوں کی برتری

⑩ انتظامیہ کی تمام کارگزاریوں میں، اسلامی نظام اور اسلامی عظمت کے خطوط نمایاں تر رکھے جائیں گے۔

---------✪✪✪✪✪✪✪---------

ٹیکس

غیر شرعی ٹیکسوں کا خاتمہ

❶ مخالف شریعت تمام ٹیکس ختم کر دیئے جائیں گے۔

ٹیکس نا قابل برداشت نہیں ہوں گے

❷ عوام کی برداشت سے باہر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔

بنیادی ضروریات ٹیکس سے مستثنیٰ

❸ بنیادی ضروریات کی ہر چیز ٹیکس سے مستثنیٰ ہوگی۔

ٹیکس عائد کرنے میں مفادِ عامہ کی شرط

❹ ٹیکس مفاد عامہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے لگائے جائیں گے۔

نشر و اشاعت

پریس آزاد ہوگا

① اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کو..... مکمل آزادی حاصل ہوگی۔

نشر و اشاعت میں اسلام و عوام کا مفاد مقدم ہوگا

② نشر و اشاعت کے تمام وسائل اسلام کی تبلیغ و تشہیر، پاکستان کے استحکام و سالمیت اور عوام کے نقطۂ نظر کے اظہار کے لیے استعمال کیے جائیں گے۔

حکومت وغیرہ کی اجارہ داری سے آزادی

④ اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا حکومت کے کسی گروہ کی یا کسی فرد کی اجارہ داری میں نہیں رہنے دیئے جائیں گے۔

اقلیتیں

حقوق

❶ پاکستان کی موجودہ غیر مسلم اقلیت کو اسلام کی طرف سے عطا کردہ مذہبی آزادی، شہری حقوق اور حصولِ انصاف کے مواقع بلاامتیاز اور یکساں طور پر حاصل رہیں گے۔

ختم نبوت کے منکرین

❷ کسی بھی مسلمان کے ختم نبوت کے عقیدے سے انحراف کو ارتداد قرار دیا جائے گا۔

ارتداد کی ممانعت

❸ مسلمانوں میں آئندہ نئی فرقہ بندی اور ارتداد کی اجازت نہیں ہوگی اور ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے گی۔

اوقاف

محکمہ اوقاف

① محکمہ اوقاف قائم رکھا جائے گا۔

اوقاف کے نظام میں اصلاح

② لیکن اوقاف کا نظام از سرنو خالص شریعت کی بنیاد پر قائم کیا جائے گا۔

وقف کے مصارف

③ وقف کی آمدنی صرف واقف کی وصیت ومنشاء کے مطابق ہی خرچ کی جائے گی۔

خارجہ پالیسی

آزاد وغیر جانبدار

❶ اسلامی عظمت کے اظہار پر مبنی، آزادانہ وغیر جانبدارانہ ہوگی۔

بیرونی اثرات سے پاک

❷ مغربی سامراج اور اشتراکی بلاکوں کے اثرات سے پاک ہوگی۔

مسلمان ملکوں سے اشتراک

❸ مسلمان ملکوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اشتراک پر مبنی ہوگی۔

امنِ عالم

❹ نوع انسانی کی فلاح وبہبود اور امن عالم کو برقرار رکھنے میں معاون ہوگی۔

اسلامی اقدار

❺ تمام بین الاقوامی معاملات میں اسلامی نقطۂ نظر کے اظہار کو مقدم رکھا جائے گا۔

جدوجہدِ آزادی کی حمایت

❻ محکوم ملکوں کی جدوجہد آزادی کی حمایت ومعاونت کی جائے گی۔

عوامی حقوق کی جدوجہد

❼ بین الاقوامی معاملات میں بحالی حقوق کی جدوجہد کی حمایت کی جائے گی۔

غیر مسلم ملکوں کی مسلمان اقلیت

❽ دنیا کے جن ملکوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں ان کی اسلامی حیثیت، اسلامی

وحدت، باعزت رہائش اور روزگار اور جان و مال کے تحفظ کے لیے زبردست کوشش جاری رکھی جائے گی۔

خارجہ پالیسی کے اہم معاملات

⑨ فلسطین، بیت المقدس اور تمام عرب علاقوں سے یہودی، امریکی اور برطانوی سامراجی تسلط کے خاتمہ، افغانستان میں غیر ملکی جارحیت کے خاتمہ، کشمیر کی آزادی، بھارت کے مسلمانوں کی جان و مال، آبرو، دین، معاش، رہائش وغیرہ کے تحفظ کی کوشش کو پاکستان کی خارجہ پالیسی میں اوّلین و بنیادی اہمیت حاصل ہوگی۔

موجودہ مسائل

① صوبوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔

نمائندگی

② اسمبلیوں و قومی اداروں میں نمائندگی تناسب آبادی کے مطابق مقرر کی جائے گی۔ سینٹ میں نمائندگی برابری کی بنیاد پر براہِ راست انتخاب کے ذریعے ہوگی۔

مرکزی محکمے

③ امور خارجہ، دفاع، کرنسی اور بین الصوبائی مواصلات کے محکمے، مرکز کے پاس رہیں گے، بیرونی تجارت صوبوں کے پاس رہے گی۔ جب کہ پالیسی وفاقی حکومت طے کرے گی۔

صوبوں کے اختیارات

④ بقیہ معاملات میں صوبوں کو خود مختاری حاصل رہے گی۔

ملک کی وحدت و سالمیت مقدم ہوگی

⑤ ملک کی سالمیت و وحدت کے پیش نظر وہ تمام وسائل بروئے کار لائے جائیں گے جس سے تمام صوبوں کے درمیان عدم مساوات و تفاوت کا خاتمہ ہو جائے۔

پسماندہ علاقوں کی ترقی

⑥ صوبوں کے پس ماندہ علاقوں کی ترقی پر خصوصی توجہ دی جائے گی اور صوبائی ملازمتوں میں وہیں کے باشندوں کا تقرر کیا جائے گا۔

ملازمتوں میں صوبوں کی نمائندگی

⑦ فوجی اور مرکزی ملازمتوں میں صوبوں کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی جائے گی۔

پانی کی تقسیم

⑧ ملک بھر میں پانی کی تقسیم شرعی اصولوں کے تحت کی جائے گی۔

ایٹمی توانائی کا فروغ

⑨ ایٹمی اور شمسی توانائی کو فروغ دے کر توانائی کے بحران کو ختم کیا جائے گا۔

پانی اور بجلی کی فراہمی

⑩ ہر گاؤں اور ہر شہر میں پینے کے لیے صاف پانی اور بجلی مہیا کی جائے گی۔

رہائش

❶ ہر انسان کا بنیادی حق ہے کہ اسے رہائش کے لیے حسب ضرورت جگہ اور مکان میسر ہو۔

حکومت کی ذمہ داری

❷ اور یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ ہر ضرورت مند کو رہائش کے لیے جگہ اور مکان مہیا کرے۔

ہر شہری کے لیے رہائش کا انتظام

❸ چنانچہ ایسا انتظام کیا جائے گا کہ پاکستان کا کوئی شہری بھی رہائش سے محروم نہ رہے۔

مواصلات

سڑکیں

① ملک بھر میں پختہ سڑکوں کا جال بچھایا جائے گا تاکہ تمام دیہات ایک دوسرے سے مربوط ہو جائیں اور اپنے مرکزی شہروں سے سڑکوں کے ذریعہ ملحق ہو جائیں۔

رسل و رسائل کی سہولتیں

② مواصلات و رسل و رسائل کے تمام جدید ذرائع شہروں میں اور دیہات میں عام کیے جائیں گے۔

پسماندہ علاقوں میں مواصلات

③ مواصلات کو ترقی دینے میں اولیت پس ماندہ علاقوں کو حاصل ہوگی۔

وضو اور نماز کا اہتمام

④ ریلوں، بسوں، جہازوں وغیرہ ذرائع سفر میں، نماز اور وضو کے لیے خصوصی انتظام ہوگا۔

درجات کا امتیاز کم اور ختم کیا جائے گا

⑤ سفر کے تمام ذرائع، وسیع، محفوظ اور ارزاں کر دیئے جائیں گے اور ان میں درجات کا تفاوت ختم کر دیا جائے گا۔

دفاع

جہاد کی تربیت

❶ ہر بالغ اور اہل مسلمان کو جہاد کی تربیت دی جائے گی۔

مجاہد دستے

❷ ہر جگہ مقامی رضا کار مجاہد دستے حکومت کی سرپرستی میں قائم کیے جائیں گے۔

ملک کا دفاع

❸ ملک کو دفاع میں خود کفیل بنایا جائے گا۔

اسلحہ ساز فیکٹریاں

❹ ملک میں جدید اسلحہ ساز فیکٹریاں قائم کی جائیں گی۔

سامان جنگ کی تیاری

❺ کوشش کی جائے گی کہ ملک جنگی سامان کی ہر چیز بنانے میں باہر کا محتاج نہ رہے۔

خطرہ کا مقابلہ

❻ کسی بھی خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لیے تمام ملک میں باقاعدہ فوج کے ساتھ ملک کی تمام بالغ آبادی کو بھی دفاع میں بھرپور حصہ لینے کے قابل بنا دیا جائے گا۔

معیار میں ترقی

❼ پاکستانی افواج کے معیار کو بلند سے بلند تر کیا جاتا رہے گا۔

اسلامی احکام پر عمل

❽ فوجی تربیت میں اسلامی احکام پر عمل کی طرف خصوصی توجہ دی جائے گی اور عسکری قوانین شرعی ہوں گے۔

فوج اور عوام میں رابطہ

❾ پاکستانی افواج اور پاکستانی عوام کے درمیان براہِ راست ربط و تعاون کو بڑھایا اور مضبوط کیا جائے گا اور انگریزوں کے دور کے امتیاز اور علیحدگی پسندی کے طریق کو ختم کر دیا جائے گا۔

لائسنس پر پابندی کا خاتمہ

❿ اسلحہ لائسنس پر پابندی ختم کی جائے گی۔ اس کا اندراج ڈاک خانہ میں کیا جائے گا۔

---------❁❁❁❁❁❁---------

ضمیمہ ۱:

۲۲۔ اسلامی نکات

درج ذیل نکات وہ ہیں جنھیں ۱۹۵۲ء میں پاکستان کے جید علماء اور تمام مسلم فرقوں کے نمائندگان نے مرتب کر کے دستور پاکستان کی اساس بنانے کے لیے پیش کیا تھا۔ جمعیۃ علماء اسلام نے اپنے منشور میں بھی ان نکات کو شامل کیا ہے اور وہ شروع سے ہی ان نکات کو پاکستان کے دستور میں شامل کرنے کا مطالبہ کرتی چلی آ رہی ہے۔

① اصل حاکم تشریعی وتکوینی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔

② ملک کا قانون کتاب وسنت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا، نہ کوئی ایسا حکم دیا جا سکے گا جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

(تشریحی نوٹ) اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصدیق بھی ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر ممنوع یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیئے جائیں گے۔

③ مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں، بلکہ ان اصولوں اور مقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطۂ حیات ہے۔

④ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ کتاب وسنت کے بتائے ہوئے معروضات کو قائم کرے۔ منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلام کے احیاء واعلاء اور متعلقہ اسلامی فرقوں کے لیے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

⑤ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانانِ عالم کے رشتہ اتحاد واخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی، لسانی، علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے اُبھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ واستحکام کا انتظام کرے۔

⑥ مملکت بلا امتیاز مذہب ونسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی ابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور قیام کی کفیل ہوگی جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگار ہوں، ری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعیِ اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

⑦ باشندگانِ ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعتِ اسلامیہ نے ان کو عطا کیے ہیں یعنی حدودِ قانون کے اندر تحفظ جان ومال وآبرو، آزادیِ مذہب و مسلک، آزادیِ عبادت، آزادیِ ذات، آزادیِ اظہار رائے، آزادیِ نقل و حرکت، آزادیِ اجتماع، آزادیِ اکتساب رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی ادارات سے استفادہ کا حق۔

⑧ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سند جواز کے کی کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو پُر اہمی موقع صفائی و فیصلۂ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

⑨ مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔

ا اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ ان ہی کے قاضی یہ فیصلے کریں گے۔

⑩ غیر مسلم باشندگانِ مملکت کو حدودِ قانون کے اندر مذہب وعبادت، تہذیب وثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم ورواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

⑪ غیر مسلم باشندگانِ مملکت سے حدودِ شریعت کے اندر جو معاہدات کیے گئے ہیں ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوقِ شہری کا ذکر دفعہ نمبر ۷ میں کیا گیا ہے ان میں غیر مسلم باشندگانِ ملک برابر کے شریک ہوں گے۔

⑫ رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت

رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

⑬ رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا۔ البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

⑭ رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں، بلکہ شورائی ہوگی یعنی وہ ارکانِ حکومت اور منتخب نمائندگان جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض سرانجام دے گا۔

⑮ رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلاً یا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

⑯ جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی، وہ کثرت آراء سے اسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔

⑰ رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

⑱ ارکان وعمال حکومت اور عام شہریوں کے لیے ایسا ہی قانون وضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

⑲ محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئت انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

⑳ ایسے افکار ونظریات کی تبلیغ واشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول ومبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

㉑ ملک کے مختلف ولایات واقطاع مملکت واحدہ کے اجزاء انتظامی متصور ہوں گے۔ ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں، بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی۔ جنھیں انتظامی اختیارات کے پیش نظر مرکز کی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا۔ انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

㉒ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

نوٹ

مندرجہ بالا ۲۲۔ اسلامی نکات کی ترتیب کے لیے ۱۲، ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۱، ۲۲، ۲۳ اور ۲۴ جنوری ۱۹۵۱ء کو کراچی میں زیر صدارت مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم، درج ذیل علماء ودیگر حضرات کا اجتماع منعقد ہوا تھا اور بالاتفاق مذکورہ بالا ۲۲ نکات طے ہوئے تھے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ نے مارچ ۱۹۶۹ء میں گول میز کانفرنس منعقدہ راولپنڈی میں ا باقاعدہ طور پر ارباب اقتدار اور سیاسی لیڈروں کے سامنے پیش کر دیا تھا۔

ان ۲۲ نکات پر دستخط کرنے والوں کے اسماء گرامی ذیل میں درج ہیں۔

① علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم
② مولانا شمس الحق افغانی مرحوم
③ مولانا محمد بدر عالم صاحب مرحوم
④ مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی مرحوم
⑤ مولانا محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی مرحوم
⑥ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (کراچی) مرحوم
⑦ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی مرحوم
⑧ مولانا خیر محمد صاحب مرحوم مہتمم خیر المدارس، ملتان
⑨ مولانا مفتی محمد حسن صاحب مرحوم (جامعہ اشرفیہ، لاہور)
⑩ پیر محمد امین الحسنات صاحب مرحوم، مانکی شریف
⑪ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مرحوم (کراچی)

⑫ حاجی خادم الاسلام صاحب (خلیفہ حاجی ترنگ زئی)
⑬ قاضی عبدالصمد صاحب سربازی (بلوچستان)
⑭ مولانا اطہر علی صاحب مرحوم (مشرقی پاکستان)
⑮ مولانا ابوجعفر محمد صالح صاحب مرحوم (مشرقی پاکستان)
⑯ مولانا راغب احسن صاحب مرحوم (مشرقی پاکستان)
⑰ مولانا محمد حبیب الرحمن صاحب مرحوم (مشرقی پاکستان)
⑱ مولانا محمد علی صاحب جالندھری مرحوم مرحوم (ملتان)
⑲ مولانا داؤد غزنوی صاحب، مرحوم
⑳ مفتی جعفر حسین مرحوم مجتہد (شیعہ حضرات میں سے)
㉑ مفتی حافظ کفایت حسین صاحب مرحوم مجتہد (شیعہ حضرات میں سے)
㉒ مولانا محمد اسماعیل صاحب مرحوم (گوجرانوالہ، اہل حدیث)
㉓ مولانا حبیب اللہ صاحب مرحوم (تھیڑی خیر پوری)
㉔ مولانا احمد علی صاحب مرحوم (انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ، لاہور)
㉕ مولانا محمد صادق صاحب (مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی)
㉖ پروفیسر عبدالخالق صاحب
㉗ مولانا شمس الحق صاحب فرید پوری مرحوم (مشرقی پاکستان)
㉘ مفتی محمد صاحب دادمرحوم (کراچی)
㉙ پیر محمد ہاشم صاحب مجددی مرحوم (سندھ)
㉚ سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی مرحوم
㉛ محمد ظفر احمد صاحب انصاری مرحوم

ضمیمہ ۲

قرآن وسنت کی روشنی میں انفرادی ملکیت ثابت اور محترم ہے، بشرطیکہ جائز ذرائع سے حاصل کی گئی ہو، لہٰذا اگر کوئی شخص جائز اور حلال طریقوں سے زمیندار یا کارخانہ دار بن چکا ہے تو اسلامی حکومت اس کی املاک سے کوئی تعرض نہیں کرے گی اور اس کے تمام تصرفات جائز اور صحیح قرار دیئے جائیں گے۔

''البتہ اگر اسلامی حکومت کسی وقت پورے غور وخوض اور اہل علم وارباب دیانت کے مشورہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ ایک شخص کی یہ جائز ملکیت اور اس میں اس کا تصرف مفاد عامہ کے خلاف اور ضرر عام کا باعث ہے تو اسلامی حکومت کو حق حاصل ہوگا کہ اس شخص کو اس کی ملکِ خاص کا مناسب معاوضہ دے کر خرید لے اور اس کو بیت المال کی ملک قرار دے لے اور اس طرح اس کو مفاد عامہ میں منتقل کردے۔ حکومت اسلامی کو اس قسم کے اختیارات ضرورت کے موقع پر حاصل ہیں۔ شریعت مطہرہ میں اس کے نظارات موجود ہیں''۔

غزوہ حنین میں بنوہوازن کے اموال اور ان کے لڑکے اور عورتیں بطورِ مالِ غنیمت نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھ آ گئی ۔ جب بنوہوازن کے لوگ معافی مانگنے کی غرض سے حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور انھوں نے اپنے اموال، لڑکوں اور عورتوں کی واپسی کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا:

لقد استانیت بکم میں نے تو ۱۰ روز انتظار میں تقسیم غنیمت میں کافی تاخیر کی۔

اس کے ذیل میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

ای اخرت قسم السبی لتحضروا فابطات وکان ترک السبی بغیر قسمۃ وتوجہ الی الطائف فحاصرھا کما سیاتی ثم رجع منھا الی الجعرانۃ ثم قسم الغنائم ھناک فجاء وفد ھوازن بعدذالک۔

[فتح الباری ص ۲۵، ج ۸]

یعنی میں نے قیدیوں کی تقسیم تمھاری وجہ سے روک رکھی تھی تا کہ تم آ جاؤ (اور کوئی بات طے ہو) اس لیے تقسیم میں دیر کردی۔ آپ نے قیدیوں کو بلا تقسیم چھوڑ رکھا تھا۔ اس کے بعد آپ طائف تشریف لے گئے۔ وہاں کا محاصرہ کیا۔ پھر وہاں سے جعرانہ کی طرف لوٹے۔ وہاں آپ نے غنیمت کا سارا مال تقسیم فرمایا، بنو ہوازن کا وفد اس کے بعد حاضر ہوا اور آپ سے گفتگو ہوئی۔

مطلب یہ تھا کہ میں نے تو اسی لیے تاخیر کی کہ تم لوگ آ جاؤ، لیکن تم لوگ میرے پاس نہیں آئے۔ اب تو میں سب کو تقسیم کر کے مجاہدین کو ہر چیز کا مالک بنا چکا۔

یاد رہے کہ تقسیم مالِ غنیمت سے قبل غانمین کا حق ملک مال غنیمت سے ضرور متعلق ہوتا ہے، لیکن وہ باقاعدہ مالک نہیں ہوتے۔ تقسیم کے بعد وہ باقاعدہ اپنے اپنے حصہ کے مالک شرعاً قرار دے دیتے جاتے ہیں۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا کہ تم کو دو میں سے ایک چیز واپس کردوں گا یا مال اور یا لڑکے عورتیں وغیرہ۔ ان میں سے تم جو پسند کرو، میں تمھیں ضرور واپس کردوں گا۔ انھوں نے کافی غور وفکر کے بعد جب یہ محسوس کیا کہ مال اور قیدی دونوں کی واپسی تو کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ اس لیے انہوں نے صرف قیدی واپس لینے پر رضامندی ظاہر کی اور طے ہو گیا کہ قیدی سب کے سب صحابہ کرام سے واپس لے کر بنو ہوازن کو دیئے جائیں گے۔ اس میں تقسیم شدہ قیدیوں (غلام باندی) کے مالک یعنی صحابہ کرام کی مرضی کو کوئی دخل نہیں رہتا، البتہ معاوضہ کے مسئلہ میں آپ نے ان سے ضرور رائے لی۔ آپ نے سب کو جمع کیا اور اپنے فیصلہ سے آگاہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے جو شخص سید معاوضہ کے اپنی مرضی سے واپس کرنا چاہے، وہ ایسا کرے اور جو اس کا معاوضہ لینا چاہے تو اس کو اختیار ہے۔ بیت

المال میں جب پہلی مرتبہ اللہ کا مال جمع ہوگا، اس میں سے اس کا معاوضہ ادا کر دیا جائے گا۔"

فمن احب ذالك ان یعطیه من طیب نفسٍ من غیر عوض فلیفعل ومن احب منکم ان یکون علی حظه حتی نعطیه ایاه من اول مایفیئ الله علینا فلیفعل۔

تم میں سے جو شخص خوشدلی سے بلا معاوضہ دینا چاہے تو دے دے۔ البتہ جو شخص اپنے حصہ پر برقرار رہنا چاہتا ہے تو رہے۔ ہم اس کو بیت المال کے سب سے پہلے مال فے سے معاوضہ دے دیں گے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں موسیٰ بن عقبہ اور عمرو بن شعیب کی روایت سے مزید تفصیل نقل کرتے ہیں۔

ووقع فی روایة موسیٰ بن عقبة فمن احب منکم ان یعطی غیر مکرہ فلیفعل ومن کرہ ان یعطی فعلی فداء ہ فقال الناس قد طیبنا فی ذالك فاعطی الناس مابایدیھم الاقلیلا من الناس سالوالفداء وفی روایة عمرو بن شعیب المذکورۃ فقال المھاجرون ماکان لنا فھو لرسول الله صلی الله علیه وسلم وقامت انصار کذالك وقال الاقرع بن حابس اما انا وبنو تمیم قال فلا

موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص خوشدلی سے بلا معاوضہ دینا چاہے تو وہ دے دے اور جو بلا معاوضہ دینا نہ چاہے تو میں اس کا معاوضہ دوں گا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ ہم نے خوشی سے بلا معاوضہ دیا، سو لوگوں نے لونڈی غلام سب بلا معاوضہ واپس کر دیئے، سوائے چند حضرات کے جنھوں نے معاوضہ چاہا۔ عمرو بن شعیب کی روایت میں اس طرح ہے: مہاجرین نے کہا ہمارے حصہ میں جو کچھ لونڈی غلام آئے ہیں وہ سب رسول اللہ ﷺ کے لیے ہیں۔ انصار نے بھی یہی کہا۔ اقرع بن حابس نے کہا بہرحال میں اور بنو تمیم تو بلا معاوضہ نہیں دیں گے۔ اس طرح عیینہ نے کہا کہ میں اور بنو فزارہ نہیں دے

عينينة اما انا وبنو فزارة فلا. قال العباس بن برداس اما انا وبنو سليم فلا. فقال بن وسليم بل ما كان لنا فهو لرسول الله صلى الله عليه وسلم من تسمك منكم بحضته فله بكل انسان ست فرائض من اول فئ نصيبه فردوا الى الناس نساء هم ۔ [فتح الباری ج۸، صفحہ مذکورہ]

سکتے۔ عباس بن برداس نے یہی کہا کہ میں اور بنو سلیم ایسا نہیں کر سکتے۔ بنو سلیم نے (ان کی تردید کرتے ہوئے) کہا ہمارے حصے میں جو کچھ آیا ہے، وہ سب رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص تم میں اپنا حصہ روکنا چاہے (بلا معاوضہ نہ دے) تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ ہم اس کو سب سے پہلے مال فے میں سے جو ہمارے ہاتھ میں آئے گا، ایک لونڈی غلام کے عوض چھ حصے عطا کرے گے (بالآخر) لوگوں نے بنو ہوازن کو ان کی عورتیں اور لڑکے واپس کر دیئے۔

غزوۂ سیف البحر میں جب خوراک ختم ہونے کا اندیشہ ہوا تو امیر جیش حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے حکم دیا کہ سب لوگ اپنے اپنے سفری کھانے امیر کے پاس جمع کر دیں۔ لوگوں نے جمع کر دیئے۔ آپ ان میں سے تھوڑا تھوڑا روزانہ تقسیم کرتے تھے۔

[صحیح بخاری، ص ۶۲۵، ج ۲]

يتحمل الضرر الخاص لاجل رفع الضرر العام۔

ضرر عام دور کرنے کے لیے ضرر خاص قابل برداشت ہے۔

اس کے ذیل میں کثیر فروع و جزئیات لکھتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

❶ اگر کسی کی دیوار جھک رہی ہو اور اس سے ضرر عام کا خطرہ ہو تو اس دیوار کو گرا دیا جائے گا۔

❷ غیر محتاط مفتی اناڑی حکیم ڈاکٹر، قلاش کرایہ دہندہ کو جبراً ان کے کاموں سے روک دیا جائے گا۔

❸ قرض دار کے مال کو جبراً فروخت کر کے قرض خواہوں کو دے دیا جائے گا۔

❹ گرانی کے زمانہ میں نرخ بندی کی جا سکتی ہے اور اس طرح تاجروں کو من مانے

دام وصول کرنے سے روک دیا جائے گا۔

❺ ضرورت کے موقع پر جب ایک شخص نے اپنا غلہ روک رکھا ہے اور فروخت نہیں کر رہا تو حاکم اس کو جبراً فروخت کر دے گا۔

❻ کپڑا فروشوں کے بازار میں اگر کوئی روٹی پکانے کا تنور لگانا چاہے تو حاکم اس کو منع کر دے گا۔ کیونکہ اس سے دوسرے تاجروں کو نقصان ہوتا ہے۔ ان جزئیات کی تفصیل کے لیے الاشباہ والنظائر کی ذیل کی عبارات ملاحظہ فرمالیں نیز علامہ حموی نے شرح اشباہ میں پوری تفصیل بیان کی ہے:

يتحمل الضرر الخاص لاجل دفع الضرر العام وهذا مقيدلهم الضرلا يزال بمثله وعليه فروع كثيرة منها جواز الرمى الى كفارتتر سوا الصبيان المسلمين ومنها وجوب نقض حائط مملوك مال الى طريق العام على مالكها دفعا للضرر العام ومنها جواز الحجر على البالغ العاقل الحر عند ابى حنيفة فى ثلث المفتى الماجن والطيب الجاهل والمكارى المفلس دفعا للضرر العام ومنها جوازه على السفيه عندهما وعليه الفتوى دفعا للضرر العام ومنها بيع مال المديون المحبوس عندهما لقضاء دينه دفعا للغرر عن الغرماء وهو المعتمد ومنها لتسعير عند تعدى ارباب الطعام فى بيعه بغبن فاحش۔

ومنها بيع طعام المعتكر جبراً عليه عند حاجته وامتناعه من البيع دفعا للضرر العام ومنها منع العام ومنها منع اتخذحانوت للبطع بين البزازين و كذالكل ضرر عام كذا فى الكافى وغيره وتمامه فى شرح منظومه ابن حبان من الدعوىٰ۔

[الاشباہ والنظائر ص ۱۱۰۔۱۱۱۔ القائدۃ الخامسۃ الضرر یزال]

اعلم ان فی جنس هذهِ المسائل اختلاف حاصله انه لایمنع علی اصل الامام وهوان کل من تصرف فی خالص ملکه لایمنع منه فی الحکم وان لحق بالغیر ضرر وافتی لهذا طائفه لکن ترک غالب المتاخرین فی موضع یتعدی ضرر تصرفه الی غیرہ ضرراً بینا۔

[شرح اشباہ ص ۱۱۰]

یاد رکھیے کہ اس قسم کے مسائل میں اختلاف ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو شخص اپنے ملک خاص میں تصرف رکھتا ہے اس سے اس کو منع نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ دوسرے کو اس سے ضرر ہو رہا ہے اور اسی پر فقہا کی ایک جماعت نے فتویٰ دیا ہے۔ البتہ عام متاخرین نے اس اصول کو ترک کر دیا جہاں ایک شخص کے تصرف سے دوسروں کو واضح نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد غالباً اس سے یہ تھا کہ لوگوں کی انفرادی آزادی میں فرق نہ آنے پائے۔ جہاں لوگوں کی انفرادی تو آزادی برقرار رہے، مگر اس کے فعل سے ضرر عام پہنچ رہا ہو تو امام کے نزدیک بھی حکومت کو حق ہے کہ وہ ضرر عام کے ازالہ کے لیے ضرر خاص برداشت کرے۔

البتہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس قسم کے حقوق اسلامی حکومت کو حاصل ہیں۔ ہر حکومت کو ایسے اختیارات نہیں دیئے جا سکتے۔

نوٹ:

منشور ہذا کی دفعات میں قرآن وسنت کے تصور کی روشنی میں اور ملک وملت کے مفاد کے تقاضوں کے تحت تبدیلی، ترمیم اور اضافہ وکمی کی کسی بھی تجویز پر غور کیا جا سکتا ہے اور انہیں منشور میں شامل کیا جا سکتا ہے۔